

٩٦٥

إِقْطَاظُ النَّيِّكَمِ

لِصَلَةِ الْأَرْكَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
عَزَّ وَجَلَّ

ہا بہت بڑا کر ستماء کیا ہا یہ جسم اقصیٰ ارحام ہے اور یہ وہی کہ پوہ ستم و لادت کی
 ہوتا ہی دوسرا درجہ یہ تھا کہ رحم شجرہ بہارِ رحمن سی جیسے اخوند و اسماء تیسرا
 درجہ متعلق بالعرش کا ہی یہ اول و دوم سی درجہ میں کم ہے جیسے بنیٰ مطہر و فنا
 کہتے ہیں قاطع رحم بنت میں بنجائی کا منفق علیہ حدیث ابن عمر میں
 فرمایا ہے و اہل یعنی صلہ کرنے والا وہ نہیں ہے جو عوض کری بلکہ و اہل
 وہی کہ جب اس کے رحم قلع کیا جائی تو وہ اس کو جوڑی سرا و الہ الجنائی
 عوض سی یہ مراد کی اگر رشتہ دار ملتا ہی تو یہ پی اوس سی ملتا ہے اور اگر وہ
 نہیں ملتا ہی تو یہ پی اوس سی نہیں ملتا سو اس کو یہ چاہئے کہ اگر وہ غلی تو یہی یہ
 اوس سی میل لے سکے تب کہیں یہ و اہل نہیں لگا ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک شخص نے
 کہا ائی سول خدا میری رشتہ دار میں میں اونی ملتا ہوں و مجھے نہیں ملتا
 اور میں اونی ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں میں
 اونی خلم کرتا ہوں ہمسیری ساتھ چل کرتے ہیں فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی ہے
 جیسا کہ تو نے کہا تو گویا تو اونی نہیں میں را کہ ہے و التا ہے اور تیری ساتھ
 طرف سی اللہ کی ہمیشہ ایک پشت پناہ رہیگا جب تک کہ تیرا یہ حال ہے ہر روز
 تو بان فی رفعا کہا ہے لا یرد القدرا لا اللہ و لا یزیدک العز لا اللہ و لا یبدل
 الوجل لیعزم الرزق بالذنب یصیبہ رما ان ملبۃ و ان جان و الکا فلا یزیدک
 یعنی عاتقہ کو پھر یہی ہی اگر دعا ہوتی تو وہ ہرگز نہ پھرتی اور کسی عمر کو بڑا دین

اگر نیکی نہ ہوتی تو عمر نہ برتی اور آدمی گناہ کرنی سے محروم الزرق ہو جاتا ہی
ایک گناہ تو یہی ہے کہ قطع رحم کری اور محتاج ہو جائے اور نیکی یہی ہے
کہ صلہ رحم کرے اور زیادہ جیسی اور دعا کرتا رہی جس سے ملین آسمانی
دور ہوتی رہیں سلمان کا لفظ رفعاً یہ ہے لایرد القضاء الا الدعاء ولا یزید
فی العناء الا البر رواہ الترمذی وقال هذا حدیث حسن عبد الرحمن بن عوف
سمعا رفعاً کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون
خلقت الرحم وشفقت لها من اسی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته ای
قطعتم رواہ ابو داؤد والترمذی ابوحیان یہ حدیث قدسی ہی اس میں خبر حجت ہے
اس امر کی کہ لفظ رحم کا نام مبارک رحمٰن سے نکلا ہی ولہذا اللہ کو اس کے
وصل قطع کی طرف بغایت درجہ توجہ ہی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح
کہا ہے لیکن منذری کہتے ہیں کہ تصحیح مذکور میں نظر ہے حدیث
عبداللہ بن ابی اوفیٰ میں منسہر یا ہی لا تنزل الرحمة علی
قوم فیہم قاطع رحم رواہ البیہقی یعنی جس کسی قوم کی اندر کوئی قاطع
رحم ہوتا ہے اوس قوم پر اللہ تعالیٰ رحمت نہیں اترتی اور حدیث ابی
بکرہ میں کہا ہی ما من ذنب احری ان یجعل اللہ لصاحبه العقوبة
فی الدنیا مع ما یدخر الہ فی الاخرۃ من البغی وقطیعة الرحم رواہ الترمذی
وابن ماجہ وقال الترمذی حدیث حسن صحیح والمحاکمہ وقال صحیح

الاسناد منی بناوت و قطع رحم ایسا گناہ ہے کہ اگر اس کی عقوبت میں اسی
 دنیا کی اندر شتابی کرتا ہے اور آخرت کی جزا تو علیحدہ ہی ابو ہریرہ رفا
 کہتے ہیں تعالیٰ انسا بکم ما قبلو لہ ابدا انکم فان صلاۃ الرحم حبة فی
 الاہل مشرقة فی المال منساة فی الاثر و اہل الذمہ مسترین تم ایسا نسبت معلوم کر لو
 تاکہ صلہ رحم کر سکو یہ صلہ رحم محبت ہی گہرا لون میں ثروت ہی مال میں خیر
 اجل میں اس حدیث میں صلہ رحم کے تین فائدہ بیان فرمادی ہر فائدہ بجا
 خود ایک نفع عظیم و غایت مراد ہر شخص سے یعنی محبت ایک عزیز الوجود حیر
 اس طرح آسودگی کہ ہر شخص و متمند ہونا چاہتا ہے اسی طرح طول عمر کہ ہر کوئی اسکا
 خواست بجا رہی سو یہ مراد است ایک صلہ رحم کے طفیل میں مدد آسکتی ہے
 مندری نے کہا مراد منساة فی الاثر منی زیادت فی العمر ہے ابھی ہر کوئی بطریق
 ہی باسناد لا باس بہ حدیث خلا بن خازجہ سے روایت کیا ہے دوسرا
 لفظ ابو ہریرہ کا زفنا یہ ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیصل رحم
 الحدیث رواہ البخاری اس سے معلوم ہوا کہ صلہ رحم علامت ایمان ہے اور
 دلیل ایمان علی بن ابی طالبؑ فرماتے ہیں من سیر ان یدلہ فی غمرہ
 ویسع لہ فی زرقہ ویذفع عنہ میتۃ السوء فلیتق اللہ ولیصل رحمہ
 رواہ عبد اللہ بن الامام احمد فی نزواتہ والبر اسناد حید و الحاکم
 یعنی صلہ رحم ہی عمر و راز ہوتی ہے اور رزق کی کشائش اور ریزی سے

بجا و رہتا ہی یہ تین فائدہ ہوئے پھلا فائدہ سب سے بڑھ کر ہی اسلمی اعتبار
 خاتمہ کا ہی جب خاتمہ سودہا تو سب کام درست ہو گیا ختم اللہ لنا
 بالحسنہ ووقانا مיתה السوء بمنہ وکرمہ امین ابن عباس کل لفظ موعود
 یہی مکتوب فی التوراة من احسان یزاد فی عمرہ ویزاد فی رزقہ فلیصل رحمہ
 ربہ البزار یاسناد کلاباس بہ والحاکم و صحیح ابن کثیر میں حضرت نبی فرمایا ہی
 ان الصدقة وصلۃ الرحم یزید الله بهما فی العمر ویدفع بهما مיתה السوء ویدفع
 بهما المکره والخذلان وراواہ ابویعلی یعنی صدقہ وصلہ رحم کرنی سے
 بڑھتی ہے بڑی موت دور ہوتی ہے مکر وہ و محذور دفع ہوتا ہے ابن
 عباس کا لفظ رفعا یہی کہ اسد قوم سے گھروانی کو آباد کوتاہی اور مال کا
 پھل دیتا ہی اور جب سی او کو پیدا کیا ہی تب سی غصے کی نظر سے طرف اٹکی
 نہیں دیکھا پوچھا یہ کیونکر ہوتا ہے فرمایا صدہ رحم کرنی سے راواہ الطبرانی
 باسناد حسن والحاکم ابویہرہ نے رفعا کہا ہے رحم مجسمہ ہے
 رحمان سے کہتا ہی ای ب ت میں قطع کیا گیا میری ساتھ بڑائی کی گئی میں منظور
 ہوا رب جواب دیتا ہے کہ کیا تو سپر راضی نہیں ہے کہ میں وصل کروں اس
 جو تیرا وصل ہو اور قطع کروں او کو جو تیرا قاطع ہو راواہ احمد باسناد
 جید قہای و ابن حبان ام کلثوم بنت عقبہ کا لفظ رفعا یہ ہے
 افضل الصدقة والصدقة علی فی الرحم الکاشم راواہ الطبرانی و ابن خزيمة والحاکم و قل صحیح علی

کا شیخ سے مراد وہی جو پیچھے دشمنی رکھتا ہی یعنی جو صدقہ رشتہ دشمن کو دیا جاتا ہی
 و اجر میں یہ صدقات سی افضل تر ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہی
 تین چیزیں ہیں جس کسی شخص میں ہوں گی اللہ اور اس کا حساب آسان کرے گا اور اس کو
 اپنی رحمت سی بہت میں لے جائے گا پوچھا کہ وہ کیا ہیں منہ را یا تعطی من حرک
 وتصل من قطعک وتعو من طمک فادفعک ذلک مدخلک اللہ الجہۃ والہ
 الدار والظہار والحاکم وقال الصمیم الاسناد یعنی جو بخشش تبکوندی تو او کو دور تو
 اور جو پیچھے توڑی تو او سے جوڑ اور جو پیچھے سلم کرے تو او کو مساف کر
 جب تک یہ تینوں کام کرے گا تو پھر پرست میں جاوے گا سلف میں ایسے لوگ بہت ہی
 کم خلف میں آیا جہاں مرزا منطہ جہاں نے اپنی قاتل کو خون بخش دیا تھا
 انتقام نہ لیا جس طرح کہ امام حسن علیہ السلام نے کیا تھا ہم یہی تسلیم کی غرض والین گے
 بے نیازی تری عادت ہی کہی عاثرہ رفعا کہتی ہیں اسیر الخیر و اباب
 البر والصلۃ واسرع الشرف عفیۃ العی وقطیعة الاحد رواہ ابن ماحہ
 یعنی بروسلہ کیا اجر بہت جلد ملے گی جس طرح کہ یعنی قطع رحم کا عقاب بہت جلد ہی
 کرتا ہی حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ان اعمالی اذم تعرض کل جیس لملۃ الجمعة ولا
 یقل اعمال قاطع رحم دعا احمد و رواۃ ثقات یعنی سب لوگوں کے اعمال
 ہر شب جمعہ کو عرض کئی جاتی ہیں قاطع رحم کا عمل قبول نہیں ہوتا یہ بات کہ قاطع
 رحم داخل جنت نہو کا کئی حدیثوں میں آئی ہے فصل بیان میں صلۃ رحم والین

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ایک مرد نے کہا اے رسول خدا میں اچھا شخص جلتی قال املک
یعنی کون زیادہ مستحق ہے ساتھ حسن صحبت کی جسکے ساتھ میں اچھا بناؤ کروں
فرمایا تیری ماں میری دو بار سہ بار دوسٹے ہیں پوچھا ہر بار یہی منہ لیا کہ تیری ماں
چوتھے بار میں کہا کہ تیرا باپ میرا باپم ادا ناک فاد ناک یعنی جو تجھے زیادہ تر
قریب ہو یعنی رشتے میں متفق علیہ یہ حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ سب
زیادہ استحقاق صلہ رحم کا ماں باپ کو ہی پہرا نہیں ماں مقدم ہے باپ پر بعد
وہ رشتہ دار میں جو رشتی میں زیادہ تر نزدیک ہوں او کو دوسرے رشتہ داروں پر مقدم کر
یہ چار شخص ہی جنگی ساتھ صلہ رحم کرنا واجب ہے اسما بنت ابی بکر کہتے ہیں میری ماں
آئی اور وہ مشرکہ تھی عہد قریش میں یعنی برمانہ صلح حدیبیہ میں نے کہا اے رسول خدا
میری ماں آئی ہے اور وہ راغب ہی یعنی کفر میں یا سیرئیل میں کیا میں اس کے ساتھ
صلہ رحم کروں فرمایا ماں صلہ رحم کر متفق علیہ لمعات میں کہا ہی حدیث
دلیل ہے اس بات پر کہ نفع کا فرمان باپ کا سلمان اولاد پر واجب ہے اور
احسان کرنا ساتھ کفار کے جائز ہے یہی حدیث عمرو بن عاصؓ کی مؤید ہے
وہ کہتے ہیں حضرت نبی فرمایا ہی کہ بی شک آل ابی فلان میری اولیا نہیں ہیں
میں ان کو بہ سبب قربانت کے دوست نہیں رکھتا سیدہ دوست اللہ و صلحا
مومنین ہیں لکن ان کے لئے رحم ہے یعنی رشتہ سہ میں اس کو ترک نہ کرنا
یعنی صلہ رحم کرنا ہوں متفق علیہ بعض نے کہا ہی مراد آل فلان

ابوہریرت یا ابوسفیان یا حکم بن العاص یا عمار سے طوائف قریش یا خاص غلام
یا آپ کے اعمام میں ظاہر حدیث ہی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ سب مسلمان تھے
مجھے اور اونہ سے کوئی علاقہ الفت دلی کا نہیں ہے مگر سب قربت کی صلہ
رحم کرتا ہوں معلوم ہوا کہ صلہ رحم کرنے کے فنی کچھ اسلام شرط نہیں
اس صلہ میں والدین سارے اہل قرابت پر مقدم ہوتے ہیں بخدا کو مکی صلہ
ایک یہی کہ اوکو گالی ندے حدیث ابن عمر میں منسب آیا ہی گالی دینا مان
باپ کو گناہ کبیرہ ہی کہا گیا کوئی والدین کی ہی گالی دیتا ہے فرمایا مان کہی کہ
باپ مان کو گالی دیتا ہے تو وہ اسکی مان باپ کو گالی دیتا ہے متفق علیہ
گویا غیر سے گالی دلوانا ویسا ہی ہے کہ خود اوکو گالی دے کیسے ردیوں کو
ایسا بہت کیا کرتے ہیں لاکھوں کافرانہ کہ گرامہ خویش دوست داری
دشنام مدہ باور کس * مرزا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا
سے دین خویش دشنام میا لا صاحب * لیکن رقبہ پر کس کہ وہی باز
دوسرا صلہ متعلق والدین کے یہی کہ جو لوگ مان یا کسی دوست ہوں انکی ساتھ
حسن سلوک کرے خاطر داری و ادب لحاظ و مروت سی پیش آئی حدیث
ابن عمر میں منسب آیا ہی ان من ابوالبرصلة الرجل اہل و دایہ بعد ان یولی اولادہ
مسئلہ یعنی بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی دوستدار و مکی ساتھ
کری بعد میں پھر نیکی یعنی بعد موت یا غیبت پدر کے ہی حکم مان کے دوستوں

اس لئے لفظ آب اسم جنس ہی اور سین ان ہی شامل ہے حکایت عبداللہ بن سنان
کہتے ہیں ابن عمر کو ایک اعرابی نکر کی راہ میں ملا ابن عمر نے اس کو سلام کیا اور اپنے
سہلے پر سوار کرایا چمپر خود سوار ہوتے تھے اور اپنا عمارہ اس کو دیا جو خود ان کی سر پر تھا
ابن سنان نے کہا اصلحک اللہ لوگ دنیا کی مین تھوڑی سے چیز میں خوش ہو جاتے ہیں
اس کا باپ عمر بن خطاب کا دوست تھا اور میں نے حضرت ہی سنا ہے کہ فرمائی
ان ابر البرصلة الولد اهل ذمہ رداہ مسلک ابو برد کہتے ہیں میں نے
میں آیا میرے پاس ابن عمر آئے فرمایا تو جانتا ہے کہ میں تیری پسین کس سے
آیا میں نے کہا میں کہ میں نے حضرت کو سنا فرمائی ہے من احب ان یصل اباه
فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ اور میری باپ عمر اور تیری سکنی دریا
برادری دوستی تھی میں نے اس کا صلہ کرنا چاہا مگر رداہ ابن حبان علوم ہوا کہ فقط انا جہلنا
اور محبت سی بات کرنا ہی ایک طرح کا صلہ ہے اور مراد برادری سے سبکدوش
اسلام ہے نہ اخوت نسب تیرا صلہ تعلق مان باپ کے یہ ہے کہ اگر ان باپ
حکم دین نہ جو رو کو طلاق دے تو ان کی اطاعت کری ایک شخص نے ابوالدرداء
کہا تھا کہ میری مان کہتی ہے میں اپنی جو رو کو چھوڑ دوں کہ میں نے خضر کو سنا ہے کہ فرمائی
یانا وسط الابواب جنت ہی چاہی تو اس کی بھجانی کر اور چاہی ضایع کر دے
الترمذی صحیحہ وابن ماجہ وابن حبان لکن انکی روایت میں بجای مان کے باپ آیا ہے
یعنی جنت کی بہت سی وارے ہیں ان سب میں ہر دروازہ وسطی داخل ہونی بہت برکت

خلف حقوق والدین کا سے مراد والد سے ابجد اسم جنس ہے موجب باپ کا یہ حکم ہے
تو مان بالا ولی اذل ہو کی ابن عمر کہتے ہیں میری بیٹی ایک عورت تھی میں نے
چاہتا تھا اور عمر اس سے ناخوش تھے مجھے کہا تو اس کو طلاق دیدیے میں نے مانا
پس حضرت کے آئے اور یہ ذکر کیا حضرت نے مجھے سنر مایا کہ تو اس کو طلاق دیدیے

رواہ اهل السنن الاربع وصححه الترمذی ان جابر بن عبد اللہ نے یہی حضرت
ابو ابراہیم علیہ السلام کے اشارہ سے بی بی کو طلاق دیدی تھی یہی حکم والدہ کا حقین
اولاد کے ہے انما اصل اطاعت الدین کی اولاد پر واجب عین ہے جو صحبت
میں یہ صلہ و اطاعت موجب خل جنت کا ہوتی ہے اور طہیت و حقوق سب
ذو خلیہ ناز کا ہے عائشہ کہتی ہیں حضرت فی فرمایا ہے میں جنت میں گیا میں نے
وہاں قراءت سننی پوچھا یہ کون ہے کہا عاترہ بن نعمان کذا لکم اللہ کذا لکم اللہ
یعنی نیکی ایسی چیز ہوتی ہے جو اپنی مانگے ساتھ بڑی نیکی کا رہتی ہر واہ فی
سراج السنۃ والبیہقی ابن عمر کا لفظ رفعا یہ ہے کہ رضارب کی ضمان
باپ کی اور خطرب کا خط میں باپ کی ہے رواہ الترمذی حکایت
ابن عمر نے کہا ہے ایک آدمی نے اکر کہا ای رسول خدا میں نے ایک ناکہ کیا ہے
میری توبہ قبول ہو کی یا نہیں سنر مایا تیری ان ہی کہانہیں کہا تیری خالہ تھے
ابا ان فرمایا اوسیکی ساتھ نیکی کر رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ صلہ والدین سے کفار
ذو نب عظیم کا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر ان کو تو خالہ ہی کے ساتھ احسان کرے

کہ یہی گویا ان کے ساتھ سلوک کرنا ہے۔ و نیز حضرت چوہا سید متعلق والدین
 یہ ہے کہ بے اونگی اذن اجازت کی کسی عبادت پر اقدام نہ کری اسٹی کہ
 اونکی خدمت رضا مندی مقدم ہے عبادت نافذ پر حدیث معاویہ بن
 جابر میں آیا ہے کہ جابہر پس خضر کے آیا اور کہا اے رسول خدا میں جہاد
 کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں فرمایا تیری مان ہے کہا ہاں
 فرمایا اوسکی خدمت میں لگا رہت نہی اوسکے قدم کے ہے رواہ احمد
 والنسائی والبیہقی وابن ماجہ والحاکم وقال صحیح الاسناد ورواہ الطبرانی بسناد
 جید ولفظہ قال ائیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشیر فی الجہاد فقال لا لک والد اؤلت نعم قال الرجل ان الجنتی
 یعنی غرض تیری جہاد سی ہی ہے کہ تو بخشا جائے سو یہ دعا تیرا ہون ہی
 حاصل ہو سکتا ہے کہ تو خدمت پر داماد میں رہے حدیث ابن عمر میں
 رفت آیا ہے کہ ایک مرد نے اگر حضرت سی کہا میں بیعت کرتا ہوں آپ سے
 ہجرت و جہاد پر مجھے جستجو ہی اجر کی اللہ سے فرمایا تیرے مان باپ میں کوئے
 موجود ہے کہا ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا کیا تو اللہ سے طالب اجر کا ہی کہا
 ان مشر بایا ارجع الی والدیک وخلص جنتک اے یعنی جہان باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کر
 اسی طرح حدیث ابو سعید میں آیا ہے کہ ایک مہین سی ہجرت کر کے پاس خضر کے
 آیا تھا فرمایا میں کوئی تیرا ہی کہا میری مان باپ میں فرمایا اوہوں نے
 تجکو اجازت دیدی ہے کہا نہیں فرمایا تو اونکی پاس پہر جا اور اذن مانگ اگر اذن میں

خیر جہاد کرد و رزاؤ کے ساتھ نیکی بجالا رواہ ابن داؤد حدیث دلیل ہے
اس بات پر کہ ہجرت جہاد سے عبادت غلطیہ کے لئے اذن والدین کو مقدم
رکھا اور بے اذن کے بجائے اس عبادت کا جائز فرمایا اس سے کمال علم
درجہ والدین کا نزدیک اللہ و رسول کی ثابت ہوا حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے
حاجہ رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابي والذالك قال نعم قال
ففيهما فجاهدا رواه مسلم وغيره حضرت توبہ ارشاد فرمایا میں اور اس
زمانہ کے اولاد کو ہمنے دیکھا ہے کہ وہ ہر کام میں بلا اذن والدین کی جسارت
کرتے ہیں بلکہ سخط والدین کو اپنی رضا پر مقدم رکھتے ہیں اور کچھ پر و خرابے
آخر تک نہیں کرتے بلکہ اوسلئے طالب اپنی اطاعت و رضا کے والدین سے
بہوتی ہیں و نعوذ باللہ غصہ اللہ حدیث ابو امامہ میں آیا ہے کہ ایک شخص نے فی کہا ای
رسول خدا صاحب الوالدین علی ولدھا فرمایا ما جنتک و نالک رواہ ابن ملحة
یعنی مان باپ حق میں اولاد کے بہت و دوزخ میں اگر مان باپ اولاد سے
راضی ہیں تو وہ بہشتی ہے ورنہ دوزخی حقوق والدین میں رسالہ
اسعاد العباد طبع ہو چکا ہے اس جگہ بیان کرنا انواع صلہ کا مقصود ہے نہ
حقوق کا حدیث ابن عباس میں فرمایا ہے ما من ولد بار ينظر الى
والديه نظرة رحمة الا كتب الله له بكل نظرة حجة مبرورة قالوا وان نظر كل يوم
مائة مرة قال سم الله اکبر و اطیب رواہ البیہقی فی شعب الایمان

اس حدیث میں قائل کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتبہ مان باپ کا بعد خدا
 و رسول کے کس درجہ تک ساری خلق سے زیادہ تر ہے گویا وجود والید
 ایک ذریعہ قوی اور وسیلہ جمیل ہے حصول عبادت مقبول کا اور عبادت
 ایک غنیمت بارہ اور نعمت عظمیٰ ہے کہ ہمیشہ محبت ہاتھ آتی ہے
 جی کی مشقتیں اور مصارف راہ کی کلفتیں وہی جانتا ہے جس کی پیفر کیا ہے
 حاجی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا حج قبول ہوا یا رد بخلاف اس نظارہ کی
 سمین کوئی محنت و تکلیف نہیں ہے مہذا منت کا ثواب بقدر ایک حج
 قبول کے ایک یارین حاصل ہوتا ہے و الحمد للہ لائق اولاد اس کی قدر
 نہیں جانتے مان باپ سے بالہا سال اور بعض تمام عمر خدا رہتے ہیں
 نہیں دیکھتے سو وہ اس نعمت بی بدل سے محروم ہے حضرت فی بار والید
 عادی ہے متاذین اس فی رفع کہا ہے من بوالدہ طویلہ نداد اللہ فی عمرہ
 رواہ ابو یعلیٰ والطبرانی والحا کو قال صحیح الاسناد و صلہ ایک چیز ہے وہ بڑا بڑ
 نصیب پیرا جسے کہ یہ دعائے لی بلکہ بد دعائی کیونکہ دوسری حدیث میں غیر
 بار کو بد دعادی ہے ابو ہریرہ رفع کہتے ہیں ربح الفۃ ثم ربح الفۃ ثم ربح
 الفۃ قبل من یا رسول اللہ قال من ادرك والدہ عند الکبر و احدهما
 ثم ایدخل الجنة رواہ مسلم یعنی وہ شخص کا من لی جسے مان باپ و نون کو یا ایک کو اوین
 حالت پیری میں یا اور پیرشت میں نگھیا یعنی او کی خدمت کر کے یا او کو راضی

رکھ کر جنت کا استحقاق حاصل کیا میری ویت جابر کہ میری کہ جبریل علیہ
 السلام نے اگر کہا یا محمد میں ادراحد ابوبہ دار فدخل النار فاعده الله قل امين
 امين الحمد لله الطرانی سعد حسن پانچوان صلہ متعلق اور پور پر یہ ہے
 کہ بعد ان کے موت کے ان کی لئے دعا و صدقہ و استغفار و نحو بجالائی حدیث
 ابی اسید ساعدی میں آیا ہے کہ ہم نزدیک حضرت کے بیٹھے تھے اتنی میں ایک
 بنی سلمہ کا آیا اور اس نے کہا اے رسول خدا اهل بقی میں براوی تھا اور ہمارے
 بعد وہ تھا یعنی مان باب کی ساتھ نیکی کرنے میں سے کوئی نیکی باقی ہی بعد ان کے
 موت کے میں ان کے ساتھ بجالاؤن فس یانعم الصلوۃ علیہا و الا سغفارھا
 فانہ اذ حدھا اس بعدھا وصلہ الرحم القلائد وصل الاھل واکرام صدیقہما
 رواہ ابو داؤد واس ماحۃ یعنی دعا و استغفار کرنا واسطے ان کی یہ ایک کہ ہم ہوا
 اور جاری رکھنا ان کی سہد کہ بعد ان کے یعنی ان کی وصیت و قرار کو پورا کرنا یہ
 دوسرا کام ہوا اور صلہ رحم کرنا یہ سب ان کی یعنی جو لوگ مان باب کے رشتہ کی
 وجہ سے لائق صلہ کے ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا جیسے خالہ
 نانی یا چچا دادا یہ میرا کام ہوا اور عزت و خاطر داری کرنا مان باب کی دستگیری چوتھا
 کام ہوا سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت سے دریافت کر کے اپنی ناکی طرف سے ایک کنواں
 بنوا دیا تھا اور کہا صدہ کام سعد میرا سنے کہ حضرت نے صدقہ آب کو بہتر فرمایا تھا
 یہ پانچوان کام ہوا حدیث دلیل ہی اس بات پر کہ یہ سب امور داخل صلہ والید

وحقوق ابوین میں اس حدیث کہ ابن حبان نے ہی حسنہ راج کیا ہے اور آخر
 حدیث میں اثنا اور بڑایا قَالَ الزَّجَلُ مَا أَكْثَرُهُ لِيَا رَسُولَ اللَّهِ وَاطْلُبْهُ قَالَ فَاعْمَلْ بِهِ
 چہا صلہ نہی ہے کہ اگر ان باپ کو کسی کام کوک و غلام و کنیز پائے اور قدرت
 اونس کے آزاد کرانیکل رکھتا ہو تو قید رقت سے رہائی دلائے حدیث
 ابی ہریرہ میں فرمایا ہے لَاحِرْنِي وَلَدُ وَالِدِ الْإِيمَانِ يَجِدُ عَمَلِي كَافِشْتَرِيهِ
 فيحققه رواه مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجه و النسائي
فصل صلہ رحم احوال و غیر ہم میں بیمنونہ رضی اللہ عنہا فی ایک کنیز آزاد
 کردی تھی حضرت سی نہیں پوچھا تھا جب انکی نوبت کا دن آیا تو حضرت سی
 کہا کہ کو معلوم ہوا ہوگا کہ میں اپنی کنیز آزاد کردی ہے فرمایا کیا تو نے آزاد کردی کہا ہاں یا امام
 لو اعطيت هذا الخوا لك كان اعظم لاجرك رواه الشيخان و ابوداؤد و النسائي
 یعنی اگر تو وہ لونڈی اپنے مامون کو دیتی تو تجھ کو بڑا اجر ملتا یہ سنائی کہ صدقہ کرنا
 اہل قرابت پر صدقہ و صلہ رحم دونوں ہوتا ہے ف ابو ہریرہ نے رفعا کہا
 تفیل یتیم کا خواہ اسکا ہو یا غیر کامین اور وہ دونوں جنت میں جہنگلے شل اسکے
 اور اشارہ کیا طرف سبایہ و وسطی کے دوام مسلم میں کہتا ہوں کہ اگر یتیم اپنا
 رشتہ داری تو کفالت اسکی داخل صلہ رحم ہے اودا اگر اجنبی ہی تو داخل صدقہ
 پھر خواہ یتیم پسر ہو یا دختر اور ایک ہی یا کئی سب کے لئے بشارت جنت کی اور عذر
 مغفر کا آیا ہے و بئذ الحمد و سہر الفظ ابو ہریرہ کا رفعا یہ ہے کہ سب پہلے درواز

ہشتین کہو لوں گا کہ ایک عورت کو دیکھو لگا کر دیکھئے اکی جانا چاہتی ہے
 میں کہو لگا تو کون ہے وہ کہنے لگی میں ایک عورت ہوں جو یتیموں کی میٹھی سی
 دواہ الویل و اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالیٰ یعنی یتیم ایتام کی ساتھ صلہ اوصاف
 لیا دارا کو پالا تھا محراب طور کہتا ہے امہ تمنا سے میری مان کو جنت الفردوس ہی
 اور نہون نے بعد انتقال والد کے ہم دو برادر دستہ خواہر ایتام کو کنا رکھا
 میں نہایت تکلیف کی حالت میں پرورش کیا تھا غفر اللہ لہما و جزی عنہما الحسن
 و زیب زن ابن سعودی پوچھا تھا اگر میں صدقہ اپنے خاوند اور یتیموں
 دو جن میری کو دین میں قبی کافی ہو گا نہ بایا تجکو دہرا اجر ہے ایک اجر قربت کا
 دوسرا اجر صدقہ کا رواہ الشیخان بعض نے کہا براہ صدقہ بطور ہے اور بعض
 نزدیک فریضہ زکوٰۃ تھا اور کسی نے کہا عام ہی و نون کو شامل ہے ہر حال
 بقوت قربت یہ صدقہ صلہ رحمی مستحکم ہو کہ حسن کرنا بی بی کا ساتھ
 خاوند کے یا خاوند کا ساتھ بی بی کے حکم صدقہ و صلہ رحمی میں ہے حدیث سلمان
 بن عامر میں نہ بایا ہی الصدقة علی المسکین صدقة علی ذی الرحم ثنتان
 صدقة و صلہ رواہ النسائی و الترمذی و حسنہ و ابن خریزہ و ابن حبان و ابی الکرم
 و علی صحیح الا سنائی مسکین کو دیا تو صدقہ ہوا اور رشتہ دار کو دیا تو صدقہ و صلہ دونوں
 ہوئے التواتر کا نظارہ یہ ہے ان الصدقة علی ذی قرابة یضعف لہما مرتین
 رواہ الطبرانی بمعہ حدیث ابی ہریرہ و میں یہاں تک فرمایا ہے یا ائمہ محمد و آلہ و انفسی

بینہ لا یقبل اللہ صدقہ من رجل ولہ قرابۃ محتاجۃ الی الصلۃ ۛ یرفع الی غیرہ
 الحدیث راہ الطبرانی و مائتہ ثقتینے جسکے رشتہ دار محتاج صلہ میں اور وہ اوکو چھوڑ کر
 غیر فو کو دیتا ہے تو اسکا صدقہ نزدیک اللہ کے قبول نہیں ہوتا پہلی کہ اول خویش
 بعدہ درویش و صلہ رحم میں ترتیب یہ ہے کہ اقرب فالاقرب سے شروع
 کرے اول ثانی باپ ہیں چھوٹی بہن بیانی پر پان باپ کے رشتہ دار قریب جیچا
 اور چچا کا بیٹا یا دادا اور دادا کا بھائی یا خالہ یا خالہ کی اولاد یا بھائی یا بھائی یا بیٹی
 یا بیٹی یا خسر یا خسر پورہ یا مومن اور مانوں کی اولاد انکے سوا جو رشتہ دار ہیں
 وہ سب بعید ہیں جب مال اپنی جان اور اپنے اہل و عیال سی فاضل ہو تو بقدر
 بنیاد حاجت کی رشتہ داروں کو دے دور و نزدیک کا فرق سمجھے اسی کا
 نام صلہ رحم ہے پھر اگر اقارب محتاج صلہ کے نہ ہوں تو انکے ساتھ خوش خلقی کر
 پیش آنا اور حقوق اسلام کی رعایت ساتھ انکے رکھنا یہ بھی داخل صلہ ارحام
 ہے صلہ رحم اسی لینے دینے ہی پر موقوف نہیں ہے دنیا اوسی جگہ ہوتا ہی جہاں
 دوسرا جاتمند ہو مثلاً سطح نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی ابو بکر صدیق
 فی نقضہ سطح کا بند کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ بات اونکی پسند نفرمانی اس مقدس میں وحی آئی
 آخر ابو بکر نے نقضہ مذکور جاری کر دیا یہ سطح ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے بخند
 مہاجرین اہل بدر کے انکا ذکر سورہ نور میں آیا ہے معلوم ہوا کہ بہن کی اولاد داخل
 رحم ہوتی ہے لہذا اللہ فی سطح کی سفارش فرمائی اور کہا کہ اہل فضل کو ایسی قسم

کہنا چاہئے مراد اہل فضل سے ابو بکر صدیق ہیں چنانچہ ہر صدیق نے یہ قسم کہا
کہ میں کہیں نفسہ سطح کا بند نہ کروں گا کہ جسے رسالہ صلاح ذات البین میں ایک فصل
بیان میں صلہ رحم کی یہی معتقد کی ہے صفحہ ۱۲۲ میں کچھ خلاصہ اوسکا مع زیادت
آجگہ لکھا جاتا ہے بخاری نے ادب مفرد میں یہ حدیث لکھی ہے اوس میں
بعد ذکر مان باب کے فرمایا ہے تو یوحی صیکو یعنی اللہ ملا قرب فلا قرب مراد
احمد و ابن ماجہ الصادقین کا کہ یعنی میں اپنی وصیت کی اور چوتھی بار باپ کا ذکر کیا
پانچویں بار رشتہ دار قریب کا ایسا ہے حدیث ہنرین مکیم میں بھی منسہر فرمایا تھا
ادنا لادنا بالدرہاء سلم اور ابو مرثہ کا لفظ رفعاً یہ ہے اصل و ابالک تہ اختلا و
و اخلا و ثم ادنا لادنا بالدرہاء الحاکم یعنی پہلے مان باپ کا صلہ کر پھر بہن بھائی کا پھر
نزدیک کی نسل والی کا عیاض فی کہا ہی بعض علمائی تردد کیا ہی دادا اور بھائی
اگر نہ کہا کہ دادا مقدم ہی بھائی پر شافعیہ ہی اسکی قایل ہیں پہلے دادا ہی پھر بھائی
پھر ان باپ دونوں زیادہ تر قریب ہیں اور سپر مقدم ہو گا جو کہ فقط یا ان فقط باپ ہی
قریب ہی پھر قرابت و ذی رحم میں محارم مقدم ہیں غیر محارم پھر ساری عسب
پھر سسرال والی پھر اہل و لا پھر ہمسایہ یا جملہ انکا مقدم ہونا باپ پر آئے حدیثی
ثابت ہی اسطرح باپ بعد مان کی سب ذی القربی پر مقدم ہی مان باپ اگر شرک
و کافر ہوں تو بھی اونے سلوک کرنا جائز ہی حضرت عمرؓ نے اپنی کافر بھائی کو ایک جلد دیا
یعنی جو زلیخا کا فساد لفظ رحم کا رشتہ پر تو بھائی شہرہ دار شخص کو بھائی ہیں

نسب کا علاقہ ہو خواہ وہ اوسکا وارث ہو یا نہ ہو محرم ہو یا نہ ہو یہی قول راجح ہی کسی نے
 لہا مزاد رحم سے فقط محارم میں سوا اگر یہی مراد ہوگی تو اولاد چچا کی اور ماموں کے
 خارج و بیگی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحم میں مقدم سب پر والدین
 میں پہلے بہائی بندہ تقدیم باعتبار کثرت و قلت قرب کی ہے جیسے واوادیہ
 مانا نانی اور جد و جد کی بہن بہائی یا حقیقی نانا کی بہن بہائی پہر خود اسکے گئے بہن
 بہائی پہر گئے چچا اور ماموں کی اولاد پہر رہے ہے رشتہ دار بشرطیکہ یہ سب نکاح
 صحیح سے پیدا ہوئے ہوں اسلیٰ کہ اولاد زنا ناک کی اولاد ہوتی ہے نہ باپ کے جب
 باپ کی اولاد نہ ہوئی تو نسب جو سبب تھا صلہ رحم کا وہ پایا نہ گیا کیونکہ نسب باپ کا ہے
 نہ نانا کا بعد مان باپ کے سب رشتہ داروں میں مقدم رشتہ شوہر کا ہوتا ہے حقیقی
 بی بی کے اسوجہ سے حقوق زوجین بہت سخت ہیں مثل حقوق والدین کے
 جس طرح اولاد سانسے مان باپ کے حکم غلام کا رکھتے ہے اسی طرح بی بی سانسے شوہر
 کے حکم کنینہ کا سا رکھتی ہے یہ مضمون حدیث عائشہ میں آیا ہے سوا اگر خاوند کے
 حوز کا محتاج و غلس ہو تو پہلے اوسیکا صلہ رحم کرے صدقہ تطوع بلکہ صدقہ واجب
 اوی کو دی لیکن جبکہ وہ شریف یعنی سید نہ ہو اسلیٰ کہ سید پر زکوٰۃ لینا گو سید
 اوسکو دی حرام ہے بلکہ سید کی لونڈی غلام پر یہی حرام ہی اور اگر شوہر سید
 نہیں ہے تو یہ دہرا جر ہے ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحم کا ف صلہ رحم کا نام
 کہ جب کا نفقہ اس شخص پر واجب نہیں ہے اوسکے ساتھ سلوک و احسان کرے کیونکہ

جبکہ نفقہ واجب ہی وہ مسئلہ رحمہ پر مقدم ہیں سو مان باپ کا نفقہ اولاد پر ادنیٰ وقت
 واجب ہوتا ہے کہ والدین محتاج ہئیت میں ہوں اور اولاد آسودہ و بالغ ہو
 حدیث عمرو بن شعوبہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ اے رسول خدا
 میری پاس مال ہے اور میرا باپ میری مال کا محتاج ہی منسہر مایات و مالک
 لوالدک ان اولاد کے مال میں اطلاق کے حکم سے کسب اولاد کے مال و اولاد واجب
 ملحقہ یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اولاد ایک کمائی ہے تمہاری تم لوگوں
 کمائی میں سے کہا وہ یہ حدیث دلیل ہے نہایت پر کہ نفقہ والد محتاج کا والد غنی کا
 یہاں تک کہ اگر باپ اس کا مال چاہے اگر لیلے یا اس کی کنیز سے پس جائی تو کچھ حد
 لازم نہ آئے گی بسبب شبہ ملک کی کہ ان فی الرقاعہ اسی طرح نفقہ اولاد کا باپ پر ادنیٰ
 وقت واجب آتا ہے کہ اولاد صغیر اور ما بالغ ہو یا بالغ ہی لکن محتاج ہی اور با
 مالدار تو باپ کو چاہئے کہ اولاد منسل پر صرف کری بدلیل حدیث جابر بن سمیرہ کہ
 حضرت فی فرمایا سبحانہ اعطی اللہ احدکم خیرا فلیبذ بنفسہ و اهل بیتہ و رداءہ مسلم
 یعنی جب تم میں اللہ تعالیٰ کسی کو مال عطا کرے تو وہ پہلی اپنی جان پر اور دوسری گھر والوں
 جان پر صرف کرے گھر والوں میں اولاد داخل ہے جس طرح کہ بی بی داخل ہے خوا
 صیان ہوں یا جوان تا وادار حدیث ابن مسعود میں منسہر مایہی و ابداء میں تعالیٰ
 املوا انک احتالوا لک اولادک فاداک برؤاہ الطیر کما کسبت لک واصلہ فی الصبیح یعنی شروع کر نفقہ کو
 عیال سے اس کے اولاد کو مان باپ یہاں کی ہیں اور باقی رشتہ داروں پر مقدم کیا

اور حدیث ابوالاسود دیناری سے منفق علی امرأته وولده واهل بیتہ
 فی صدقہ سواہ الطہرانی باسناد حسن غرض کہ جب اولاد حاجتمند نہیں
 گو عاقل بالغ محض کیونکہ نفقہ اولاد پر بصورت استطاعت مقدرت کی
 وجہ سے یہاں تک کہ اللہ کو کوئی گروے اور اگر باپ خوش فہم قلاح ہے تو یہاں
 کچھ جو بہ نہیں ہے سب زیادہ نفقہ اس اولاد کا پڑتا ہے جو صرف مہذب نابل
 سے ہیچ وندان شریک نان من اندہ ناکسانیکہ استخوان من اندہ ہی طرح
 نفقہ زوجہ کا زوج پر وجہ ہی اس نفقہ میں طعام و لباس جائی سکونت و دیگر
 صرفہ حوائج ضروریہ مثل دویہ مرض صرفہ عطر و روغن پان نغما داخل ہی لکن مطابق دستور
 و رواج ملک کی زیادہ اس سے اور مطابق گنجائش استعداد و رواج کے نہ زیادہ
 اس کی مقدرت سی اکابیان سائلہ صلاح ذات البین میں ہو چکا ہے اور جو دور کے
 رشتہ دارین اونگی لئے کوئی صلہ رحم خاص مقرر نہیں ہے وہ حکم میں عامہ مسلمین کے ہیں
 جو حقوق اسلام کے پہلی جملہ مسلمین کے ثابت ہیں اونگی رعایت اونگی ساتھ ہی چاہیے
 اور نفقہ صلہ کا شامل ہے جملہ مکارم اخلاق کو کچھ خصوصیت صلہ کی ساتھ اتفاق کی چیز ہے
 بلکہ خندہ پیشانی سے ملنا اور افتاء سلام کرنا اور نرم بات کہنا اور قصور سے گزرنا اور خاصہ
 داری خاکساری سے پیش آنا اور چائی پان سے مدارات کو ناک اور ناک نہ نہ تخریبانہ
 داخل صلہ رحم ہی و کسی رشتہ دار کا نان نفقہ کسی رشتہ دار پر وجہ نہیں ہے
 اس لئے کہ کوئی دلیل محض وارثین سے ہی ہے اگر باپ صلہ رحم سے کیونکہ احادیث صلہ رحم

حامین اور جو رحم محتاج نفقہ کا ہے وہ احق ارحام بالصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے فلینفق ذو سعة من سعته ومن قدر علیہ رزقہ ولینفق مما آتاه اللہ
 لا یخلف اللہ عسا الا ما اناھا علی المؤمنین وعلی الْمُتَّقِینَ قَدَرًا
 سنن ابو داؤد میں آیا ہے کہ ایک شخص فی حضرت سی پوچھا کہ میں کس کی ساتھ
 نیکی کروں نہ را یا املک و اباک و اختک و اخاک و مولک الذی یلے
 ذلک حق اللعۃ رحم موصول ہے حدیث میں بعد یہانی ہیں کے غلام کا ذکر بھی فرمایا
 اسنی کہ وہ خدمت کرتا ہے پھر سکون حق و جب اور رحم موصول نہیں حدیث ابو
 ہریرہ میں رفعا آیا ہے کہ للعولک طعام و کسوفہ بالعمروف لا یخلف من العمل بالایطیق
 اور فتحیمین میں روایت ابو ذر فرمایا ہے فلیطعمہ مما یناکل ویلبسہ مما یلبس
 ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت فی نہ را یا کفی بالرجل انما اللہ یحب من ینالک قوتہ
 رواہ ۳۱ اور دوسرا لفظ یہ ہے کفی بالمرء انما ال یضیع من یقوت اسمن ہمار
 اہل سیال ممالیک و عینہ داخل ہین لہذا جب ہند بنت عتبہ نے عرض
 کیا تھا کہ ابو سفیان ایک مرد بخیل ہی مجھ کو اتنا نہیں دیتا کہ مجھے اور میری اولاد
 لغایت کری مگر جو کچھ میں او سکی خیمہ سیری و لا علمی میں لیلون تو فرمایا حدی
 ما یحلیلک و لذلک للفرق متفق علیہی اس حدیث پر کتاب دلیل الطالب میں لکھا
 بسط کیا ہے یہ حدیث دلیل ہی ہست پر کہ نفقہ اولاد کا باپ کے ہی شان
 بلکہ خود ام اولاد کا نفقہ ہے والد اولاد پر و جب ہی اگر باپ نہیں ہی تو یہانی و غیر

جو اولیاء میت کہیں ان کے ذمہ وہ نفقہ اولادیت کا عاید ہوتا ہے مگر کس
 اولاد اس مسئلہ سے لگا نہیں ہے اگر مان لدار ہوتی ہے تو اولاد جو بپنے
 نفقہ و عینہ حقوق کا ادسکے ذمہ پر لازم جانتی ہے حالانکہ یہ بات
 بالکل صحیح نہیں ہے مان پر کوئی حق اولاد کا نہیں ہوتا ہے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی
 سارے حقوق اولاد کے والدین بنات پر ہوتے ہیں وہی ختم پرورش و تربیت
 و بلوغ و نکاح پر کوئی حق مان نفقہ کا ذمہ پر باپ کے ہی باقی نہیں رہتا ہے مگر
 صلہ رحم کا وہی بصورت افلاس اولاد و متول والد کے والد علم و اکثر لوگ
 جن کو علم نہیں ہے اور نہ صحبت اہل علم اور نہ شوق دریافت مسائل و حکام علم و
 دین کا ادین کوئی طرف قربت مادری کے چپک پڑتا ہے اور کوئی طرف قرابت
 پدری کے اور کوئی طرف قرابت زوج کے اور کوئی طرف قرابت زوجہ کے
 حالانکہ یہ میل خاص مطلب ہوتا ہے اسلی کہ امید نے ہر ایک حقدار کا ایک حق
 مقرر کر دیا ہے اور اس کے لئے ایک حد معین فرمادی ہی اعطی کل ذی حق
 حقه اوس سے تجاوز کرنا درست نہیں اور جو تجاوز کرتا ہے وہ مرتجب گناہ کا
 ہوتا ہے مثلاً سرائ کی رشتی میں فقط حضرت فی ذکر خسرو پورہ کے
 اکرام کا کیا ہے پس بس حدیث عمر بن شعیب عن ابیہ حمی جدہ میں فرمایا ہی الحق
 ما یکرم علیہ الرجل ابنتہ و اختہ و ذوات الخصة الا الترمذی اور قرآن میں ہی ہے
 وہی شہرتا ہے بن ایک نب نبی باکی طرف سے ہوتا ہے دوسرا صہرہ

سُئل کار شہ ہی فصل آن ہی کے پاس مال ہو تو وہ کس ترتیب سی صرف کری اور
کس نفقہ کا اجر زیادہ ہے ابو ہریرہ کہتی ہیں سول خدائی فرمایا ہے ایک دینار
جو تو نے راہ خدائین صرف کیا ایک وہی جو تیرین اوتھایا ایک وہی جو تیرین
خرج کیا ایک وہی جو اپنے اہل پر صرف کیا ان سب میں اجر اس نفقہ کا بڑا ہے
جو تو نے اپنے اہل پر صرف کیا ہے رواہ مسلم معلوم ہوا کہ جلد و جوہ خیرین مقدم
اپنے گھر والوں پر ہے جیسے بی بی بیچے خادم مرکب بخواتین کی حدیث میں
فرمایا ہے افضل دینار جو آدمی خرچ کرتا ہے وہی جو اپنے عیال پر اوتھاتا ہے
پھر وہ جو اپنی اسب پر راہ خدائین صرف کرتا ہے پھر وہ جو اپنے ہمارا بیون راہ
مین خرچ کرتا ہے ابو قتادہ راوی حدیث کہتے ہیں کون شخص اعظم الاجر ہے اس
آدمی سے جو اپنے عیال پر صرف کرتا ہے کہ انداز کو نفع دے یا غنی کر دے
رواہ مسلم والترمذی ابو سعید بدری رفعاً کہتے ہیں آدمی نے جب اپنی اہل پر
خرج کیا اور سید اجر کی رکھی تو یہ اسکی لئی صدقہ ہوا رجاہ الشجائ والترمذی
والنسائی مقدم بن سعد یکر ب فی رفعاً کہا ہے ما اطعت نفسك ولا
صدقه وما اطعت ولداك فهو لك صدقة وما اطعت نر و جتک فهو لك
صدقة وما اطعت خادماك فهو لك صدقة رواہ احمد بن حنبلہ حدیث میں علاوہ
بیان اجر نفقات کے ترتیب نفقات ہی بیان کی ہے اور خاص گھر والوں کا
ذکر کیا ہے حدیث ابن سعد میں منسرا یا ہی الید العلیا خین من الید السفلی

ولید ان یقول ما لک ان یمکن لک ان لا توفی الذمہ الطبرانی مستخرج من حدیث میں تیس
 نفقات کے ارشاد فرمائی ہے خواہ یہ نفقہ صدقہ ہو یا صلہ رحم ابو ہریرہ کہتے ہیں
 حضرت نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم صدقہ دو ایک شخص نے کہا
 اے رسول خدا میری پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر صرف کر کہا میرے
 پاس ایک اور ہے فرمایا اپنی زوجہ پر صرف کر کہا ایک اور ہے کہا اپنی اولاد پر
 خرچ کر کہا ایک اور ہے کہا اپنے خادم پر صرف کر کہا ایک اور ہے فرمایا انت
 البصر یہ دعا ابن حبان یعنی اب جہان تو مناسب جانے وہاں اوٹھا مطلب یہ ہے
 کہ سب سے مقدم و اہل نفقہ کرنے کے یہ لوگ ہیں جن کا ذکر کیا گیا اور خادم سے
 مراد سواری آپ و شتر و خبر و خچر ہی یا خدمتگار جیسے کنیز و غلام چاہے
 خرچ سے مال فاضل ہو تب کسی اور وجہ خیر میں صرف کرے والا فلا بعد انکی بری
 وجہ خیر ایک صلہ رحم ہے بعد صلہ رحم کے جو بچے اور حوائج ضروریہ سے فاضل
 وہ کسی چاہی سستی کو دی نہ غیر سستی کو سستی وہی جسکے دینے میں نفقت
 شیخ و مرضی الہی ہو غیر سستی وہی جس کا دنیاوی غرض نفسانی و دہواہی طرح کے
 لمبی ہو جیسے ناز رنگ گانے بجانے یاری ہشمانی کرنے میں یا بیچ کے دلال کو
 یا خدای حسد ام میں جیسے سکران و غیر میں صرف کرنا یا زشتی میں دنیا و نحو
 خبر فرما کہتے ہیں ما انفق المرء علی نفسه و عائلہ و ذی سبب و قرابتہ فہو لہ صدقہ و قراءۃ
 الطبرانی و انفسہ و عائلہ و ذی سبب و قرابتہ فہو لہ صدقہ و قراءۃ

وہی کہ صدقین ہی جابر کہ حدیث میں فرمایا ہی کل من صدق قوما ما تغفر لعل علی املہ کسلا
 منہ و ارفقہ للرمعہ کہ حدیث ترمذی و ابی داؤد و ابی حاتم و ابی یوسف و ابی نعیم و ابی حاتم و ابی یوسف
 و ابی داؤد و ابی نعیم جو کسی شاعر یا کسی بد زبان کو دیا جائے یعنی واسطے حفظ ابرو کے تاکہ
 جو دقح و زم نکرے جابر فرماتا کہ میں نے اول ما یوضع فی میزان العبد نفقته
 علی اہلہ و رواہ الطبرانی فی الاوسط معلوم ہوا کہ جملہ نفقات میں حج و عمرہ و
 اپنی اہل پر ہے اور تا اگر کسی نفقہ میں نہیں ہے یہی صدقہ سب سے پہلی مقبول
 ہوتا ہے فضل غنی کو سوال کرنا اور غنی کو زکوٰۃ دینا منع ہے اگرچہ پیر
 واد ہو حدیث ابن عمر میں منہ فرمایا ہی تم ہمیشہ مانگتے رہتے ہو یہاں تک کہ ایک تم پر
 اللہ سے ملے لیگا اور اذ سکے منہ پر گوشت نہ ہو گا رواہ النسیخان و السامی
 بے ابرو ہو گا میں کہتا ہوں قیامت کو جانے دو سائل دنیا میں ہیں سبکی
 میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اگرچہ کیسا ہی عزیز کیوں نہ ہو سود بن عمر کا لفظ
 یہ ہے لا ینال العبد یسأل و هو غنی حتی یخلق وجہہ فایکون لہ عند اللہ وجہہ
 البنار و الطرانی حبشی بن جبار نے کہا ہے کہ جو بی حاجت مانگتا ہے وہ گویا
 لکھا رکھا ہے رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا
 من سأل الناس تکراراً فاما یسأل جہراً فلیس نقل اولیست تکرار رواہ مسلم
 و ابی داؤد و ابی نعیم جو شخص لوگوں سے اسنی سوال کرتا ہے کہ اس کا مال بڑھے وہ گویا آل
 کی چکاری مانگتا ہے اب و چاہے تھوڑی بے یا زیادہ میں کہتا ہوں یہ حدیث

کو یا سحر ذی سہمی کہ اکثر ہیکل سائل اس مانے کی ایسے ہی نظر آئے کہ اسکا ڈال
 کے لئے سوال کرتے ہیں اور شرماتے نہیں حالانکہ احادیث میں نہایت درجہ نہایت
 سوال کے آئی ہے ایک جماعت صحابہ حضرت سی اسی بات پر عیت کی تھے
 کہ وہ سوال نہ کریں گے عوف بن مالک کہتے ہیں میں نے بعض کو دیکھا کہ اوکا کوڑا
 ہاتھ سے چھوٹ گیا کسی سے نہ کہا کہ اوٹھا دو بلکہ خود اوٹھا کر اٹھا لیا میں نے اس شخص سے
 کہ مبادا کہیں پہنچ ڈھل سوال پر رواہ مسلم والنسائی اور جب ابو ذر سے بیعت لی
 تو خود حضرت نے ہی یہ شرط مقرر کر دی کہ کسی شخص سے کچھ سوال نہ کرنا یہاں تک کہ
 تازیانہ کا ہی بلکہ خود اوٹھا کر اٹھا لیا رواہ احمد ورواہ ثقافت حدیث ثوبان میں
 فرمایا ہے من یخجل لی ان لا یسأل الناس شیئاً اتخلف له بالجنة ثوبان نے
 کہا کہ میں چنانچہ وہ پہر کسی سی کچھ نہ مانگی تھی رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ و ابو
 داؤد باسناد صحیح یعنی جو کوئی اس بات کا ذمہ دار ہو کہ وہ لوگوں سے کوئی سوال نہ
 کرے گی تو میں اس کے لئے ہیشت کا ذمہ دار ہوتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ سوال
 کرنا صفت مہلکہ ہے قیصر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ان المسئلة لا تخل الا لاحد
 ثلاثہ رجل یخجل حاله فخلت له المسئلة حتى یصیبہ ثم یسک ورجل اصابته
 جائحة اجتاحت ماله فخلت له المسئلة حتى یصیب قوام من عیشا و قال سدا اذا
 من عیش ورجل اصابته فاقه حتى یقول ثلاثہ من ذوی الحجی من قومہ فلما صابت
 فلانا فاقه فخلت له المسئلة حتى یصیب قوام من عیشا و قال سدا اذا من عیشا و من

المسألة يا قاصد السبيل احصا ما رواه ابو داود والشيخان في سوال كذا من شخصين
 درست ہی ایک جسپر کوئی حال ہو دوسرا وہ جسپر کوئی آفت آئی ہو جس میں
 او سکا تباہ ہو گیا ہو تیسرا وہ جسکو فاقہ ہو اور تین آدمی عقلمند او کے فاقہ کی گواہی
 دین اسکے سوا جو مال سوال سے لیگا وہ حرام ہی یہ حدیث قول فیصل ہے
 ورواہ جواز و عدم جواز سوال کے لکن ہنئے آج تک کوئی سائل اس صفت کا نہیں
 دیکھا بلکہ جس سائل کو پایا مال حرام ہے کہاتے اور کہاتے پایا حدیث ابن عمر
 فرمایا ہے الیہ العلاء حیث المد السعیر رواہ مالک والشیخان ابو داود والسنن
 دست بالا وہ ہے جو رہتا ہے دست زیرین وہ ہے جو لیتا ہے اس میں تو قیر ہے
 سعطی کی اور تذلیل ہی کیسہ مذکور کی ما جو ہریرہ رفا کہتے ہیں لیس العی عن کساة
 العصر ولكن العلى المص رواہ السنہ الا اس ماحصہ یعنی تو نگری
 تجوہ کثرت سامان کا نام نہیں ہے بلکہ دلی بے نیازی کا نام ہے ہنئے سیکڑوں
 آسودہ حال دیکھے کہ ہیک ما گئے پرتے ہیں عمدہ لباس بدن میں ہے مگر ایک
 پیسا ہی کوئی دے تو پھوڑیں اور بعض محتاج ایسے دیکھے کہ باوجود حاجت کر
 لب بستہ و بارسا ہیں ہاں ہمیشہ یہ بات درست ہی کہ تو نگری بدل ستہ
 بال حدیث ابو ذر کا لفظ مرفوع یون ہے اما العن عنی العلب
 والعصر عصر العلب رواہ اس حدان زیرین عوام رفا کہتے ہیں
 کہ اگر کوئی تم میں سے لیکر ایک گھٹا لکڑی کا اپنے پیٹ پر رکھ کر لائے اور او کو بیچ کہتا

اور اپنے آپ کو بچائے تو یہ بہتر ہے اور اسکے لئے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو دین یا نہ دین سزاوارہ البخاری وابن ماجہ وغیرہا ابوہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لا یتحطب احدکم خبزۃ علی ظمء خیر لہ من ان یسأل احدا فی عطیۃ اولیغیرہ رواہ مالک و الشیخان و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و ابن ابی شیبہ و یحییٰ و داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل یدہ رواہ البیہقی

یعنی سب سنی بہتر تیر ہے کہ آدمی اپنے ماتہ کی کام سے کہائے داود علیہ السلام ایسا کرتے تھے معلوم ہوا کہ پیشہ کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اس کی قیمت سی انپاٹ پاتے یعنی چالیس سلطنت سی کہ وہ حقوق مسلمین میں کچھ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق کبیر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت میں تھا ہر کہان از عمل خویش خورد و دست حاتم طائی نیز اس زمانہ خسرین کہ ہندوش قیامت ہی سوال کرنے کو تو عیب نہیں جائے لیکن حرفہ کو حقیر سمجھتے ہیں غییر کا مال لے لینا اور ناحق کا اسحاق جتنا انصاف شیرازی اور جو بات انصاف کی تھی وہ ظلم ٹھیری ہے سن وضع زمانہ و فکر کہ مبادا الزین بستر گرد و ف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معلوم ہوا کہ جو مال کو بغیر طیب نفس معطی کے ملتا ہی اوس میں کتب نہیں ہوتی ہے مراد ابن جابر علیہ السلام حدیث جابرین فرمایا ہے کوئی آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہی میں اس کو دیتا ہوں

السلامة يا قبيصة تحت ياكلها احبنا رواه ابو داود والترمذي في سننهما
درست ہی ایک جبر کوئی حال ہو دوسرا وہ جس پر کوئی آفت آنی ہو جس سے
اوس کا تباہ ہو گیا ہو قیسر او جس کو فائدہ ہو اور تین آدمی عقلمند اوس کے فائدہ کی گواہ
دیں اس کے سوا جو مال سوال سے لیکھا وہ حرام ہی یہ حدیث قول فیصل
در بارہ جواز و عدم جواز سوال کے لیکن ہم نے آج تک کوئی سائل اس صفت کا نہیں
دیکھا بلکہ جس سائل کو پایمال حرام ہے کہاتے اور کہاتے پایا حدیث ابن
فرما یا بے الید العلبا حیث المد السعیر رواه مالك الشخان وابن داود والنسائی
درست بالا وہ ہے جو رتبات دست زیرین وہ ہے جو لیتا ہے اس میں تو
معتل کی مانند ذیل ہی کیسہ مذکور ابو ہریرہ روفا کہتے ہیں لیس الغنی عن
العصر ولكن الغنى المصرواه السنة الا ان حاجة یمرأ
لوچه کثرت سامانکا نام نہیں ہے بلکہ ولکی بے نیازی کا نام ہے ہم نے
اسودہ حال دیکھے کہ ہیک مانگتے پرتے ہیں عمدہ لباس بدن میں
سیاہی کوئی دے تو چھوڑ دینا اور بعض محتاج ایسے دیکھے کہ باوجود
لب بستہ دیار سا بن ہویشہ بہ بات درست ہی کہ تو نگری
بال حدیث ابوذر کان لفظ مرفوع یون ہے انما الغنا غنی
والعصر عصر القلب رواه ابن حبان زبیر بن عوام
اگر کوئی تم میں کسی لیکر ایک کہتا اگر کیا اپنے پیٹ پر کہہ کر لائے

اور اپنے ابرو بچائے تو یہ بہتر ہے اور سکے لئے اس سے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسکو دین یا نہ دین مرواہ البخاری وابن ماجہ وغیرہ ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے لا ینتخب احدکم خیرۃ علی ظہر خیر لہ من ان یسأل احدا فیعطیہ اولیغہ رواہ مالک و الشیعان و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ فی رفعاً کہا ہے ما اکل احد طعاماً خیراً من ان یشاء کل من عمل یدہ وان بنی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل یدہ رواہ البخاری

یعنی سب سے بہتر یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کام سے کھائے داؤد علیہ السلام ایسا کرتے تھے معلوم ہوا کہ پیش کرنا سنت ہی انبیاء علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اسکی قیمت سی اپنا پیٹ پالتے یعنی جیٹ مال سلطنت سی کہ وہ حقوق سلمین میں کچھ نہ لیتے یہی طریقہ صدیق کبیر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت میں تھا ہر کہ مان از عمل خویش خورد و دست حاتم طائی نیز اس زمانہ خیرین کہ ہمدوش قیامت ہی سوال کرنے کو توعیب نہیں جاتے لیکن حرف کو حقیر سمجھتے ہیں غیر کا مال لے لینا اور ناحق کا احقاق جانا انصاف شیعہ ای اور جو بات انصاف کی تھی وہ ظلم ٹھہری ہے ہ من وضع زمانہ و فکر کہ مبادا ازین بستر گردد ف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معلوم ہوا کہ جو مال اس کو بغیر طیب نفس معطی کے ملتا ہی اوس میں بکت نہیں جاتی ہے مرواہ ابن جابر و ابی الدرداء حدیث جابر میں فرمایا ہے کوئی آدمی میرے پاس آکر مانگتا ہی میں اسکو دیتا ہوں

وہ لیکر جلدیتا ہے وہ اپنی کو دین میں اپنا کر اگل کر دواہ اس حسان عمر کو خیر
 لچر دیتی تو وہ کہتے مجھے زیادہ تر محتاج کو دوسرا تے ادا جامد میں مدد ملال
 تھی و اس عمر شریف و لا مسائل عدہ و موالہ و اس سبب مکملہ و اس سنت
 لصلافہ و ملا و لا تتعہ نعلک و دواہ التیخاں و النساکی
 یعنی حوالہ بے تاکے اور بے مانگے ملے اوکو لیکر کہا یا صدقہ کرو جو یوں ملے تو
 اوکی تاک کر حکایت یکبارہ کو ایک چیز عطا کی عمر نے پیر دی فرمایا کہ
 پیر کو کہا آپ ہی نے فرمایا تھا کہ کوئی کسی سے کچھ نہیں ہی بہتر ہے فرمایا اہل مال
 عن المسئلة و اما ساکن من غیر مسئلة و اما من غیر قلب الله للعدس و دواہ سالک
 مرسل یعنی مانگ کر ملے اور جو بے مانگے ملے و انہ کا رزق ہے جو اسے بھگ
 دیا ہے عاتقہ سے فرمایا ہاں اعطاک عطاء بعیز مسئلة و اصلہ و اما من غیر
 عراضہ اللہ و اما احدی و فیہ فی اس باب میں کہ جو بے سوال ملتا ہے
 و دواہ کا رزق ہے اوکو ویس بکری بہت حدیثیں آئی ہیں اور ہشتر
 مع کیا ہے عبد اللہ نے ایسے باب امام احمد سے یوحیا تھا کہ ہشتر اف کیا ہے
 کہا تعلق و نعلک سیعب الی فلاں سیصلی فلاں یعنی اپنے جی میں
 کہا کہ فلاں شخص مجھ کو کچھ بھیجے گا یا صلہ دیگا و ابو موسیٰ شہری نے فرمایا کہ
 صلحوں میں سال لوجہ اللہ و صلحوں میں مسئل لوجہ اللہ تم مع سالک مالہ سالک
 ہمارا و دواہ الطرائی و دواہ رجال الصمیم بحر سے مراد مر قبیح ہے یا سوال قبیح کلام

قبح کو طہرانی سے ہی رافع سے رفعا تا لفظ ساگر روایت کیا ہے ابن عباس
 رضی اللہ عنہما کہ جناب کہ بشر الناس بجل يسأل بوجه الله ولا يعطى سواه التوراة
 وكتبوا الكتاب في يومئذ كذا لفظ رفا لولہ سے ہے کہ جناب کہ بشر البرية قال الولی یا
 رسول الله قال الذي يسأل بالله ولا يعطى سواه احمد فصح ان حديثي معلوم
 کہ جو سائل یہ کہہ مانگے کہ مجھے اللہ ہی اللہ بڑے خدا اللہ کی واسطے کچھ دو تو او کو مومن
 ضرور کچھ دیدے گا اور اسکا سوال پورا کرے تاکہ لغت رسول خدا صلعم سے صحیح
 اور ہی سائل ملعون نہیں ہے یہ نہیں ہے اسوقت کے سائلین غالب لاعین
 ہیں اکثر خدا ہی کا نام و واسطہ دلا کر یہ کہتے ہیں آپ تو طوق لغت کا
 پہنچتے ہیں گروہ و سبجی کو ہی لے مرتے ہیں اسکی کہی قبول عنہ طابقت عطا
 سوال کی نہیں رکھتا تو اسکو مفت میں قابل ہونا پڑتا ہے صابنا خجلت
 سائل بڑی ستم در کرد بے زری کر دین اچھے بقار دن کر دہ اور اگر سائل
 عنہ نے دیا لکن شہرہ کر اور دکی خوشی کے ساتھ تو یہ مال اخلاقیاتش جہنم ہو یعنی
 حق میں سائل کے اور سائل سننے کو ناپسند و دہشتہ ناری ہونا اپنا منظور رکھا
 فما اصابهم على النار فاستبعض اهل علم نے کہا ہے جسکے پاس صبح و شام
 کا کہنا ہے اسکو سوال کرنا علال نہیں ہے مطابق ظواہر احادیث کی اور کسی نے
 کہا یہ اسکے لئی ہے جو دہام طعام صبح و شام پر قادر ہے اور کسی نے کہا یہ حکم
 منسوخ ہی دن احادیثی خمین ذکر چاس ہم یا وقید یا اونکی قیمت کا آیا ہے

قال الخطابی حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہیں ادعاء نسخ کا رد انون میں مسترک ہے
اور مرجع معلوم نہیں ہے شافعی جرحہ منسخراتی تھے کہی آدمی ہمارا کسب
ایک ہم سے غنی ہو جاتا ہے اور کہی ہمارا نصف نفس کثرت عیال کے ہزار
درہم سے پی غنی نہیں ٹھہرتا سفیان ثوری وابن المبارک وحسن بن صالح و
بن مسبل ابن ابی ہریرہ کا مذہب یہ ہے کہ جسکے پاس پچاس درہم یا سونا بقدر
قیمت کا سے او سکوز کوۃ مذ سے اور حسن بصری ابو عبیدہ کہتے تھے کہ چالیس
درہم والا غنی ہوتا ہے صحابہ راہی کا قول یہ ہے کہ جسکے پاس نصاب سے
کم ہے او سکوز کوۃ دنیا درست ہی اگرچہ تندرست کمانے والا ہو سکی ساہتہ
یہی کہتے ہیں کہ جسکے نزدیک ایک دن کا قوت ہی او سکوز سوال کرنا حلال نہیں
استدلوا لهذا الحدید عورۃ واللہ اعلم انتہ میں کہتا ہوں مراد اس حدیث میں
یہ حدیث میں من سأل وعدۃ ما یغنیہ فاما یستکرم من النار ماہ اور او وین حل
ابن حبان کا لفظ یہ ہے یستکرم من حریم فی الیای رسول اللہ ما یغنیہ قال ما
لعدیہ اولعتہ و مراد اس حریمۃ ایضا حاصل علت سوال کی لیسۃ
ہیں لکن جو او نکا اس امر میں مشکل ہے ابو ہریرہ سائل کو یہی سمجھو کہ حرام خوارج
حماز ماہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ پر یہ حکم حرمت سوال کا حق میں سلما نوکی ہے
اور ہوت کی کثیر سائل ایسے میں جنہر اطلاق لفظ اسلام یا ایمان کا صحیح نہیں
ہوتا ہی سلی کہ نہ نماز رستے میں اور نہ روزہ رکھتے سوال اسکا حرفہ ہو گیا ہے او

بہیک نامگنا شمار تیر گیا ہے ہم انپر کیا افسوس کریں ہننے عرب عجم خصوصاً
 حجاز میں ایسے بائبل دیکھے ہیں کہ اگر اذکال لباس بدن اوتار کر فروخت کیا جائے
 تو ایک ماہ یا چند ماہ تک بخوبی قوت برسی ہو سکتی ہے اور بہت سی ملازم پیشہ دیکھے
 اور جاگیر دار کہ باوجود کفاف یا سدر مق کے سائل ہیں اور سوال ہی سرسری
 نہیں بلکہ کفاف کی ساتھ پہر قلیل پر راضی نہیں بلکہ ناشکر ہیں اور دشنام دیتے
 اور بعض اہل میں آسودہ و تو نگرین کن ظاہرین اون کو کچھ عازر و انکار سوال کرتی
 اور کچھ غیرت قبول کرنے سے عطا کے اگرچہ ایک ہی فلوس کیوں نہیں
 یہی مشغ اکثر اولاد شرفار نے اس زمانہ میں خستیاں کی ہے اغلیا کلن و فیطلم فلما
 قوم میں اگر ایک شخص آسودہ حال ہوتا ہے تو برادری والے اوشکو نام سی صمد رحم
 و حق قرابت کے سخت تنگ کرتے ہیں نہراؤ کو کتا ہی و اور وہ بقدر کفاف
 فی الحال اپنے پاس ہی رکھتے ہیں اور شرع اوشکو سوال سے مانع ہی کن کس طرح
 وہ بہیک نامگنی سے باز نہیں آتے ملا دو پیارہ نے خوب کہا ہے البراد کس جی
 پہر باوجود حصول معاش کے بی تکلف مال کوۃ و صدقہ کو لیکر مثل شیر اور حلال جائے
 ہیں اور کو اپنے فوق و فجور و لہو و لعب و اکل و شرب جائز میں صرف کرتے ہیں جبکہ
 جو دیکھا گیا تو دینے والا اور لینے والا دونوں مرتکب عظام امور و کبار ذنوب
 ہوتے ہیں اور زکوۃ و شہرعی ہرگز ادا نہیں ہوتی یہاں قارب کا القارب ہے آپ تو
 تھے لکن اوس اصل ہم کو بھی لڑو بے اوراوس پر کچھ رحم انکو نہ آیا اور نہ وہ مظلوم ظالم

اسی اس برجمی کو سمجھا اسی اصل یہ تکمیل و حکایت طول عرض میں مہا بہار
 اور قصہ یہ حمزہ یا بوستان خیال سے کچھ کم نہیں ہے خلاصہ اس سب ماجرا
 اس قدر ہی کہ اسلام بالکل غریب ہو گیا ہے نام باقی رہ گیا ہے کام والی دنیا
 چلے گئے اب وہ وقت آتا جاتا ہے کہ نام ہی شاید باقی نہ رہے اور جس نہ رہا
 جو نام لینے والے ہیں وہ بنو من بنو زمان سرور و صاحب زمان ہیں وانا لله
 وانا الیہ راجعون اللہ عز و جل علی کلا سلام و امتنا علیہ امین
 آج روز جمعہ ۱۳ رمضان شمسہ ہجری کو یہ رسالہ دو مجلس میں انجام کو پہنچا
 وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشَّلَامُ عَلٰی سَائِعِ الْمُرْسَلِ

5666